# اسلام میں رخصت اور عزیمت کا تصور

# The Concept of Relaxation and Determination in Islam

☆محمد قاسم صدیقی

ریسرچ اسکالر، شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

☆☆ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

**ABSTRACT:**

Human are instinctively weak and often they seek relaxation in difficult situations. Islam is the religion that claims to be in accordance with the human natural. Simultaneously Islam provides relaxation to its followers in necessary circumstances. Injunctions of Islam are both firm and human friendly. The concept of relaxation is called as rukhsa in Islamic Law. In this article, the idea of rukhsa, its philosophy, significance and scope have been discussed in detail. In addition, the origin of rukhsa has been elucidated from the Qur'an and Sunnah. Parallel to the concept of *rukhsa* is the notion of *azeema* (determination) in Islam. An exhaustive comparison between *rukhsa* and *azeema* has also been illustrated along with circumstances in which a believer is allowed to prefer determination over relaxation or vice versa.

*Keywords:* Rukhsa, Islam, Azeemah، Hurdles, Determination, Relaxation

## اسلام میں رخصت کی ضرورت واہمیت

اسلام ایک جامع اور مکمل دین ہے جس میں اللہ تعالی نے رہتی دنیا تک کے انسانوں کیلئے کامل رہنمائی رکھی ہے، اللہ تعالی انسان کے خالق ومالک ہیں اور اسکی ہر طرح کی ضرورتوں کو خوب جانتے ہیں اس لیے اللہ تعالی نے ایسے احکامات دیے ہیں کہ ہر موقع، زمانے اور حالات میں شریعت پر عمل ممکن ہوسکے۔

رسول اکرم ﷺ سے پہلے مختلف اوقات میں بہت سے انبیاء اللہ تعالی کے احکام لے کر آتے رہے جن پر ان کی قوم کے لیے عمل کرنالازم تھا۔ رسول اکرم ﷺ دنیامیں تشریف لائے اورآپ ﷺ کو آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا۔ آپ ﷺ کی امت آخری امت اور آپ ﷺ پر نازل کی جانے والی کتاب آخری کتاب قرار دی گئی اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت کو بھی آخری شریعت کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ اس کے بعد قیامت تک کوئی شریعت نہیں آئے گی چنانچہ رہتی دنیا تک سارے اقوام عالم کے لئے اسی پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کے کامل، مکمل اور ابدی ہونے کا ان الفاظ میں صاف اعلان فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[1]

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے"

## رخصت؛شریعت محمدی کی خصوصیت

چونکہ شریعت محمدی ﷺ کو قیامت تک باقی رہنا ہے لہذا اس کو ابدی ضابطہ حیات بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات اور امتیازات سے نوازا ہے۔ ان میں دوصفات بہت ممتاز ہیں: ایک اس شریعت کا جامع ہونا اور دوسرا آسان ہونا۔

یہ شریعت جامع تو اسوجہ سے ہے کہ گذشتہ اور آئندہ قیامت تک رونماہونے والے کسی بھی واقعہ کا حکم قرآن وسنت میں موجود ہے جو کبھی واضح الفاظ میں ہوتا ہے اور کبھی قرآن وسنت کے دلائل میں غور وفکر سے مستنبط کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس شریعت اور آپ ﷺ کی بیان کردہ تعلیمات میں ہر دور کے مسائل کا حل اور ہر عہد کی تحدّیات (Challenges) سے نبرد آزما ہونے کا جامع دستور موجود ہے۔

اس شریعت کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں لوگوں کو پیش آنے والے ہر قسم کے حالات کی رعایت رکھی گئی ہے۔ جہاں کہیں حالات کی وجہ سے اصل احکام اور عزیمت پر عمل کرنے میں حرج اور تنگی لاحق ہو تو استثنائی احکام اور رخصتیں دی گئیں تاکہ وہ ان پر عمل کرکے شریعت پر عمل پیرا رہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی احسان کو ذکر کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ﴾(2)

"تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی"

اِسی طرح ایک اور جگہ اِرشاد فرمایا:

﴿ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾(3)

"اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لئے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا"

انہی آیات کی بنیاد پر فقہاء کرام نے رخصت سے متعلق کئی ضابطے مقرر فرمائے۔ مثلاً:

المشقة تجلب التيسير (4)

"مشکل آسانی کو کھینچ کر لاتی ہے"

الضرورات تبيح المحظورات۔(5)

"ضروریات ممنوع چیزوں کو مباح بنا دیتی ہیں"

**رخصت؛ حکمت الٰہی کا تقاضا**

ایک طرف قرآن وسنت میں متعدد جگہ آیا ہے کہ اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا اب اگر ہر حال میں عزیمت ہی کو اختیار کرنا لازم ہو اور کسی صورت رخصت کی کوئی گنجائش نہ دی جائے تو ایسا ہونا اللہ تعالی کے فرمان ومنشاء کے خلاف ہو گا، نیز احکام شرعیہ میں رخصت کا ہونا عقلی لحاظ سے بھی واضح اور ضروری ہے، شریعت اسلامیہ کے مزاج میں یسر اور اسکا بنیادی اصول آسانی ہے اسکے برعکس اگر کسی حکم شرعی کے بجالانے میں مشقت اور حرج واقع ہو اور اس پر عمل بھی لازم قرار دیا جائے تو یہ مزاجِ شریعت کے خلاف ہو گا نتیجتاً شریعت کے دلائل میں تناقض وتعارض واقع ہو گا۔

اللہ تعالی کا فضل اور لطف وکرم ہے کہ اس نے مشقت اور حرج کو احکام میں آسانی کا سبب قرار دیا کہ امت کے لیے کسی حال میں بھی شریعت پر عمل کرنا مشکل نہ ہو۔ چنانچہ پورے دینِ اِسلام میں خواہ وہ عبادات کا شعبہ ہو یا معاملات کے مسائل، معاشرتی زندگی کے نشیب و فراز ہوں یا حدود وتعزیرات کی عقوبات، غرضیکہ ہر شعبہء زندگی سے متعلق ایسی شرعی رخصتیں اور آسانیاں دی گئی ہیں کہ دین پر چلنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اِس دین کو "دینِ فطرت" اور "دینِ یُسر" کہا جاتا ہے اور یہ واحد دین ہے جو بڑا عملی، آفاقی

دین تمدن ہے جو زمانے کا رفیق نہیں راہبر ہے، راہ رو نہیں راہنما ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماحول، سماج، عرف وعادت کی تبدیلی، انقلابات اور اخلاقی قدروں کے تغیرات کے باوجود انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں شریعت کی رہنمائی کا اصل راز اس کی شرعی رخصتیں، عزیمت و رخصت کے درمیان اعتدال اور توازن ہی ہے۔

## رخصت میں رویۂ اعتدال

فقہ اسلامی میں رخصت کے عنوان کے تحت اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ نہ تو انسان کی جائز ضروریات سے صرفِ نظر کیا جائے کہ لوگ دشواریوں میں پڑ کر اسلام کو ایک بوجھ تصور کریں اور شریعت کے برخلاف راہ اختیار کریں اور نہ یہ کہ رخصت کے ذریعے اباحتِ عامّہ کا پورا دروازہ کھل جائے کہ حدود کی نصوص کا کوئی معنی ہی باقی نہ رہے۔

اُمّت کے فقہاء کرام نے احکامِ شرع سے متعلق شرعی رخصتوں کی تبیین وتوضیح میں بڑی عرق ریزی سے کام کیا، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نت نئے احکام ومسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں جن میں عزیمت ورخصت کی حدود کا تعیّن کیا جانا ضروری ہوتا ہے لہٰذا مسلسل تحقیق کے ذریعے شرعی رخصتوں کو واضح کیا جاتا رہا ہے، جس سے شرعی رخصتوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور شریعت پر عمل کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی اِس نعمت کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا یہ دین یقیناً آسان اور سہل ہے جس میں طبائعِ اِنسانی کی ان گنت رعایتیں رکھی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾(6)

"اللہ کسی بھی شخص کو اُس کی وُسعت سے زیادہ ذمّہ داری نہیں سونپتا"

## رخصت کی لغوی واصطلاحی تعریف

لغت میں رخصت کسی کام میں آسانی کرنے اور سہولت پیدا کرنے کو کہتے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ شریعت نے فلاں حکم میں آسانی کی۔ چنانچہ مصباح المنیر میں ہے:

الرخصة: التسهيل فى الأمر والتيسير، يقال:رخص الشرع لنا فى كذا ترخيصا،و أرخص ارخاصا إذا يسره وسهله۔(7)

اصطلاحِ فقہاء میں رخصت کی متعدد تعریفات کی گئی ہیں۔

شرح الکوکب المنیر میں ہے:

الرخصة ما ثبت على خلاف دليلٍ شرعيٍ لمعارضٍ راجحٍ۔(8)

"رخصت اس حکم کو کہتے ہیں جو کسی راجح معارض کی وجہ سے شرعی دلیل کے خلاف ثابت ہو"

جیسا کہ مریض کا اپنے مرض کی وجہ سے پانی کی موجودگی کے باوجود تیمم کرنا اور مجبوری کے وقت مردار کھانا (یہ رخصت ہے)۔

تیمم شرعی دلیل کے خلاف ثابت ہے۔ شرعی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾(9)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں کو دھولو"

اس کے خلاف جو راجح معارض ہے وہ اللہ رب العالمین کا یہ فرمان ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ﴾(10)

"اور اگر تم مریض ہو یا مسافر ہو (اور پانی نہ ملے تو تیمم کر لیا کرو)"

اسی طرح مجبور آدمی کا مردار کھانا بھی شرعی دلیل کے خلاف ثابت ہے۔ شرعی دلیل اللہ مالک الملک کا یہ فرمان گرامی ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾(11)

"تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے"

اس (مردار) کو کھانے کی اجازت اس کے خلاف راجح دلیل کی وجہ سے دی گئی ہے جو رب ذوالجلال والاکرام کا یہ فرمان ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ ﴾(12)

"تو جو بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے (تو اس کے لیے مردار وغیرہ کھانا جائز ہے)"

ایک مجبور شخص کا مردار کھا کر اپنی ذات سے موت کی طرف لے جانی والی بھوک کو دور کر لینا، مردار کی خباثت کی بناء پر حاصل ہونے والے نقصان کی نسبت کہیں زیادہ بہتر ہے۔

علامہ فخر الدین رازی نے "المحصول" میں یہ تعریف کی ہے:

الرخصة هى جواز الفعل مع قيام المقتضى للمنع۔ مثلا،يجوز اكل الميتة للمضطر مع وجود الدليل المحرم وهو قول الله تعالى:حرمت عليكم الميتة۔(13)

"رخصت کسی فعل کی حرمت کی دلیل کے موجود ہوتے ہوئے اس کے جائز ہونے کو کہتے ہیں۔ جیسے مردار کی حرمت کی دلیل کے موجود ہوتے ہوئے مضطر کے لیے حالت اضطرار میں بقدر ضرورت کھانے کی گنجائش ہے"

**قرآن وسنت سے رخصت کا ثبوت**

شریعت اسلامیہ میں کچھ احکام عزیمت سے متعلق ہیں جن پر عمل کرنے کو یقیناً اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ احکام میں رخصتیں بھی دی ہیں اور ان پر عمل کرنا بھی بہت پسندیدہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جسکو حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

"ان الله يحب ان تؤتي مياسره كما يحب ان يطاع في عزائمه"(14)

"اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی رخصتوں سے فائدہ اٹھانے کو پسند کرتا ہے جیسے کہ وہ اپنی عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے"

قرآن وسنت کی تعلیمات کے پیش نظر احکام میں دی گئی رخصتوں کو اللہ تعالی کا فضل و کرم اور احسان جانتے ہوئے قدر دانی کرنی چاہیے اور ان کو بالکل نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور مجبوری و معذوری کے حالات میں رخصتوں سے اعراض کرتے ہوئے زیادہ بہادری نہیں دکھانی چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے:

عن عائشة قالت رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أمر فتنزه عنه ناس من الناس فبلغ ذلك النبى صلى الله عليه وسلم فغضب حتى بان الغضب فى وجهه ثم قال ما بال أقوام يرغبون عما رخص لى فيه فوالله لأنا أعلمهم بالله وأشدهم له خشية ۔(15)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکم کے بارے میں رخصت دی تو کچھ لوگوں نے اس سے اعراض کیا یہ بات آپ علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نہایت غصہ ہوگئے یہاں تک کہ غصے کے آثار آپ کے چہرہ سے

نمایاں ہونے لگے، پھر فرمایا: ایسی قوم کا کیا حال ہو گا جو ایسے حکم کو ماننے سے انکار کرتی ہے جس کے بارے میں مجھے رخصت دی گئی۔ اللہ کی قسم میں ان سب میں سب سے زیادہ شریعت کا علم رکھنے والا ہوں اور ان سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والا ہوں"

اللہ تعالی انسان کے خالق ہیں اور اسکی ہمت اور طاقت کو بخوبی جانتے ہیں اسی لیے اسکے لیے آسان دین منتخب فرمایا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴾(16)

"اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرے، اور انسان کمزور پیدا ہوا ہے"

اسی مضمون کو ایک دوسری آیت میں بیان فرمایا:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾۔(17)

"اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور وہ تمہارے لیے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا"

احادیث مبارکہ میں بھی مختلف مقامات پر اس بارے میں ذکر فرمایا:

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: إن الدين يسر ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه فسددوا وقاربوا وأبشروا واستعينوا بالغدوةوالروحة وشيء من الدلجة۔(18)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک دین آسان ہے، اور جو شخص دین میں بے جا سختی برتے گا دین اس پر غالب آ جائیگا، لہذا تم میانہ رو رہو، لوگوں سے قریب رہو، بشارت سناؤ، اور آخر شب کے کچھ حصہ میں عبادت اور خیرات کر کے دینی قوت حاصل کرو"

ایک حدیث میں وارد ہے:

عن ابن عباس قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم : أي الأديان أحب إلى الله عز وجل ؟ قال: الحنيفية السمحة۔(19)

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا دین اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کو نرمی والا دین حنیف پسند ہے"

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود بھی نرمی کا حکم فرماتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اسی کا حکم دیتے تھے:

عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه عن جده: أن النبي صلى الله عليه و سلم بعث معاذا وأبا موسى إلى اليمن قال: يسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا۔(20)

"حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا تو دونوں کو یہ نصیحت فرمائی: تم لوگوں کے لیے آسانی کرنا، تنگی نہ کرنا، اور ان کو بشارت سنانا، نفرت نہ پھیلانا، اور آپس میں اتفاق سے رہنا، اختلاف نہ کرنا"

رخصت کے اسباب

قرآن وسنت میں متعدد آیات اور احادیث ہیں جو رخصت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں تاہم رخصت کبھی تو اضطراری کیفیت میں دی جاتی ہے، کبھی مشقت کی وجہ سے اور کہیں آسانی اور تخفیف کے لیے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اکلِ حلال کی اجازت دی اور اس پر شکر بجالانے کا حکم فرمایا اور مردار، خنزیر وغیرہ کیے کھانے سے منع فرمادیا کہ اس میں اللہ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ جسمانی اور روحانی بیماریاں ہیں تاہم انتہائی مشکل اور جان کے خوف کے وقت انکو بھی بقدر ضرورت کھالینے کی گنجائش ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (21)

"اس نے تو تمہارے لیے بس مردار جانور خون اور سور حرام کیا ہے، نیز وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو (اور ان چیزوں میں سے کچھ کھالے) جبکہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ وہ (ضرورت کی) حد سے آگے بڑھے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے"

ارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

عن عباد بن شرحبيل قال: أصابنا عام مخمصة، فأتيت المدينة، فأتيت حائطا من حيطانها، فأخذت سنبلا ففركته وأكلته، وجعلته في كسائي، فجاء صاحب الحائط، فضربني وأخذ ثوبي، فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم،

فأخبرته، فقال للرجل «ما أطعمته إذ كان جائعا، أو ساغبا، ولا علمته إذ كان جاهلا» ، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم، فرد إليه ثوبه، وأمر له بوسق من طعام، أو نصف وسق۔(22)

"عباد بن شرحبیل سے روایت ہے کہ ایک سال قحط ہوا تو میں مدینہ آیا، وہاں اس کے باغوں میں سے ایک باغ میں گیا، اور اناج کی ایک بالی اٹھالی، اور مسل کر اس میں سے کچھ کھایا، اور کچھ اپنے کپڑے میں رکھ لیا، اتنے میں باغ کا مالک آگیا، اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ والے سے کہا تم نے اس کو کھانا نہیں کھلایا جبکہ یہ بھوکا تھا، اور نہ تم نے اس کو تعلیم دی جبکہ یہ جاہل تھا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کپڑے واپس کرنے اور ساتھ ہی ایک وسق یا نصف وسق غلہ دینے کا حکم دیا"

سورۃ انعام میں فرمایا:

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (23)

ترجمہ: (اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ: جو وحی مجھ پر نازل کی گئی ہے اس میں تو میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس کا کھانا کسی کھانے والے کے لیے حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہتا ہوا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو، کیونکہ وہ ناپاک ہے، یا جو ایسا گناہ کا جانور ہو جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔ ہاں جو شخص (ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے پر) انتہائی مجبور ہو جائے جبکہ وہ نہ لذت حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کر رہا ہو، اور نہ ضرورت کی حد سے آگے بڑھے، تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی کئی آیات مبارکہ سے مشکل اور اضطراری حالت میں اشیاء ممنوعہ کے کھالینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن ساتھ ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ اس میں بالکل بھی حد سے تجاوز نہ ہو اور بقدر ضرورت ہی کھایا جائے جس سے زندگی کی سانس چلتی رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴾(24)

"اور تمہارے لیے کون سی رکاوٹ ہے جس کی بنا پر تم اس جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو؟ حالانکہ اس نے وہ چیزیں تمہیں تفصیل سے بتا دی ہیں جو اس نے تمہارے لیے (عام حالات میں) حرام قرار دی ہیں، البتہ جن کو کھانے پر تم بالکل مجبور ہی ہو جاؤ (تو ان حرام چیزوں کی بھی بقدر ضرورت اجازت ہو جاتی ہے) اور بہت سے لوگ کسی علم کی بنیاد پر نہیں (بلکہ صرف) اپنی خواہشات کی بنیاد پر دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ بلاشبہ تمہارا رب حد سے گزرنے والوں کو خوب جانتا ہے"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول:لاتشددواعلى انفسكم فيشددعليكم؛فان قوما شددوا على انفسهم فشدداللہ عليهم۔(25)

"نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے آپ پر سختی نہ کرو ورنہ تم پر سختی کی جائے گی کیونکہ ایک قوم نے اپنے آپ پر سختی کی تو اللہ نے ان پر سختی کر ڈالی"

پھر کچھ احکام ایسے ہوتے ہیں جن کے عمل کرنے میں جان کا تو خوف نہیں ہوتا، لیکن بسا اوقات ان پر عمل سے مشکلات واقع ہوتی ہیں۔ ایسے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا خیال رکھا اور انکے لیے احکام میں تخفیف کر دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾(26)

"اللہ کسی کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا"

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ تھوڑی بہت مشقت اور تکلیف تو دنیا کے ہر کام میں ہوتی ہے اگر اسکو بھی مطلقا اسبابِ رخصت میں شامل کیا جائے تو تمام احکام بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ البتہ انسان کے لیے غیر معمولی مشقت ہونے کی صورت میں شریعت کی طرف سے اس حکم میں تخفیف اور تیسیر ہو جاتی ہے کہ شریعت کا مقصد انسان کو مشقت اور تکلیف میں ڈالنا نہیں ہے بلکہ عبدیّت کے ذریعے مستحقِ جنت بنانا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾(27)

"اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتا، لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت تمام کر دے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚمِلَّةَأَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ﴾(28)

"اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی، اپنے باپ ابراہیم کے دین کو مضبوطی سے تھام لو"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتی ہیں:

عن عائشةَأن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الله لم يبعثني معنتاً، ولا متعنتاً، و لكن بعثنى معلماً ميسراً۔(29)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے مجھے سختی کرنے والا اور ضدی بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ مجھے سکھانے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے"

## رخصت سے متعلق اجماع امت

قرآن، حدیث، اقوال و آثار صحابہ اور محدثین وفقہاء کرام رحمہم اللہ کے بیان کردہ اصول و قواعد کی روشنی میں امت کے جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت اسلامیہ میں رخصت نہ صرف موجود ہیں بلکہ اس کا اختیار کرنا محمود بھی ہے اور یہ کہ شریعت میں حرج و مشقت کو (بندوں) سے دور کر دیا گیا ہے۔[30]

## مختلف مذاہب سے رخصتوں کی تلاش اور تلفیق

یہ بات تو قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ شرعی احکام میں رخصتیں مشروع ہیں اگر ان کا ثبوت کسی عذر اور ضرورت کی بنا پر ہو تو ان پر عمل کرنا بلا کراہت جائز ہے اور ایسا کرنے والا شخص شریعت پر ہی عمل پیرا شمار ہو گا۔ البتہ کوئی شخص محض رخصتوں کا تتبع کرے اور جہاں جس مذہب میں جس عالم کے قول پر رخصت ملے اس کو لے کر اس پر عمل کرے جس کا نتیجہ احکام میں تلفیق کی صورت میں نکلتا ہے، جمہور فقہاء کے مطابق ناجائز ہے کیونکہ اسکا انجام اتباعِ ھدیٰ سے نکل کر اتباعِ ھویٰ میں مبتلا ہونا ہے اور اسکی کتاب و سنت میں شدید مذمت اور وعید ہے۔

## تلاشِ رخصت کا شرعی حکم

رخصتوں کی تلاش کے بارے میں ائمہ کرام کے مختلف اقوال مذکور ہیں:

۱۔ممنوع ۲۔جائز

## رخصتوں کی تلاش کی ممانعت سے متعلق اقوال

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ مختلف مذاہب سے صرف رخصت کو تلاش کرے۔(31)

امام نووی رحمہ اللہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ مختلف مذاہب سے صرف رخصتوں کو تلاش کرنا جائز نہیں ہے۔(32)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس آدمی نے کسی متعین امام کی تقلید کی اور پھر کسی عالم کے فتوی اور دلیل کے بغیر اس کی مخالفت کی اور اس امام کی رائے کے برخلاف کسی اور رائے پر خود سے عمل کرنے لگا تو اس نے خواہش نفس کی پیروی کی، ایسا کرنا اسکے لیے جائز نہیں، ایسا شخص گناہگار ہو گا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کوئی آدمی جو پہلے کسی حکم کے واجب یا حرام ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو پھر بغیر دلیل کے محض خواہش نفس کی بنیاد پر اس کے خلاف عقیدہ رکھ لے تو ایسا کرنا اس کے لیے جائز نہیں۔(33)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی شخص کے لیے رخصتوں کو تلاش کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی حرام اور مکروہ حیلوں کو تلاش کرنا جائز ہے۔ اور ایسے حیلہ کا سوال پوچھنا بھی حرام ہے۔(34) نیز وہ فرماتے ہیں کہ دین کے احکام میں خواہش نفس پر عمل کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی کسی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی مرضی کے حکم پر عمل کرے اور اسی کے مطابق لوگوں کو فتوی دے اور اپنے مخالف کو اس کے برخلاف مسئلہ بتائے۔ یہ عمل اکبر الکبائر یعنی بڑے گناہوں میں سے ہے اور اللہ کے دین کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے۔(35)

امام زرکشی رحمہ اللہ اپنی کتاب "تشنیف المسامع" میں فرماتے ہیں کہ صحیح قول یہ ہے کہ رخصتوں کو تلاش کرنا ممنوع ہے۔(36)

نیز وہ فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق مروزی کہتے ہیں کہ رخصتوں کو تلاش کرنے والا گناہگار ہے۔(37)

## قائلین جواز کے دلائل

جن حضرات نے رخصتوں کی تلاش و تتبع کو جائز قرار دیا ہے انہوں نے رخصت اور سہولت سے متعلق قرآن و حدیث کے عمومی دلائل سے استدلال کیا جس کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

شریعت اسلامیہ کی بنیاد یسر اور آسانی ہے، اللہ تعالی خود فرماتے ہیں:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾(38)

"اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے، تنگی نہیں کرنا چاہتا"

لہذا اگر کوئی شخص آسانی اور سہولت کی خاطر مختلف مذاہب سے رخصتیں تلاش کرے تو جائز ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يسروا ولاتعسروا۔ (39)

"تم لوگوں پر آسانی کرو اور تنگی نہ کرو"

دوسری حدیث میں فرمایا:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ماخيريين امرين الااختار ايسرهما مالم يكن اثما۔(40)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کا انتخاب فرماتے تھے۔"

مندرجہ بالا احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ آسانی اور سہولت کی خاطر رخصتوں کو تلاش کرنا جائز ہے۔

قائلین جواز کی تیسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے مسائل پوچھتے تھے، اور کسی مخصوص صحابی کی تعیین نہیں ہوتی تھی بلکہ جو بھی مسئلہ جاننے والا ہوتا اس سے پوچھ لیتے تھے، بلکہ بسا اوقات ایک مسئلہ ایک صحابی سے پوچھتے اور کسی دوسرے مسئلہ میں اس صحابی کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے دوسرے سے پوچھ لیتے۔ اسی طرح تابعین کے زمانہ میں بھی یہی صورتحال تھی اور ان دونوں زمانوں کو خیر کا زمانہ کہا گیا ہے۔

لہذا مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں کسی مخصوص مذہب کی پیروی کرنا لازم نہیں بلکہ ہر مذہب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

**جواز اور ممانعت کے درمیان تطبیق کا قول**

مذکورہ بالا تمام دلائل کو دیکھتے ہوئے رخصتوں کی تلاش اور تلفیق کے جواز و عدم جواز سے متعلق راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تلفیق نہ تو مطلقا ممنوع ہے اور نہ ہی مطلقا جائز، بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تلفیق اور رخص کی تلاش کی بعض صورتیں اپنی ذات کی وجہ سے بالکل ممنوع ہیں جیسے وہ تلفیق جو محرمات کو حلال قرار دینے کا سبب بنے جبکہ بعض صورتیں اپنی ذات کی وجہ سے تو ممنوع نہیں بلکہ کسی عارض کی وجہ سے ممنوع ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

### (۱) جان بوجھ کر رخصتوں کو تلاش کرنا

بلا ضرورت وحاجت ہر مذہب سے صرف آسان احکام کو تلاش کر کے اس پر عمل کرنا جبکہ اس کا مقصد شریعت پر عمل کرنا نہ ہو بلکہ محض خواہش نفس کی تکمیل ہو۔ چونکہ ایسا کرنا شرعی احکام سے فرار کا باعث ہے اور دین کے ساتھ مذاق ہے اس لئے تلفیق کی یہ صورت بالکل جائز نہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کے ساتھ بدکاری کا ارادہ رکھتا ہو اور شرائط نکاح کے ساتھ نکاح نہ کر سکتا ہو اور عورت کے ساتھ یوں نکاح کرے کہ امام ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق بغیر ولی کے نکاح کرے کیونکہ حنفیہ کے ہاں ولی کا ہونا شرط نہیں، اور امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق بغیر گواہوں کے نکاح کرے کہ ان کے ہاں گواہ شرط نہیں۔ اب اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہو گا کیونکہ اس شخص کا مقصد شریعت کے حکم کے ساتھ کھلواڑ کرنا اور اپنی خواہش کی تکمیل ہے۔ لہذا تلفیق کی یہ صورت جائز نہیں۔

### (۲) وہ تلفیق جس سے حاکم کے حکم کی خلاف ورزی لازم آئے

اگر کسی مسئلہ میں قاضی نے کوئی حکم جاری کیا ہے جس کا مقصد فساد اور جھگڑے کو ختم کرنا ہے تو اب کسی دوسرے امام کے مسلک کے مطابق اس حکم کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عمل تحقیقِ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔

### (۳) کسی حکم میں ایک امام کی تقلید کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنا

اگر کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کی تو اب کسی مفاد کی خاطر اس سے رجوع کر کے اسی مسئلہ میں دوسرے امام کے قول کو لینا جائز نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق کسی عورت سے بغیر ولی کے نکاح کیا اور پھر اس نے عورت کو تین طلاق دے دیں جس سے عورت سے رجوع کرنا ممکن نہیں رہا، اب وہ طلاق واقع نہ ہونے کے لیے امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک سے یہ مسئلہ لے لے کہ چونکہ نکاح بغیر ولی کے ہوا لہذا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، اور جب نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تو طلاق بھی نہیں ہوئی لہذا اس عورت سے نیا نکاح پہلا نکاح ہی شمار ہو گا۔ مذکورہ صورت اس شخص کا ایسا کرنا درست نہیں، صرف اس لیے نہیں کہ تلفیق ممنوع ہے بلکہ اس لیے اس نے پہلے ایک مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کی ہے اور اب محض خواہش نفس کی بنیاد پر اس سے رجوع کر رہا ہے۔ نیز ایسا کرنے سے نسب کا معاملہ بھی مشتبہ ہو گا اور شریعت نے نسب کے معاملہ میں جتنی احتیاط کی ہے اتنی کسی اور حکم میں نہیں کی۔

خلاصہ کلام یہ کہ مختلف مذاہب سے رخصتوں کی تلاش اور تلفیق کی راہ کو اختیار کرنا اور ہر مذہب کے اقوال کو لے کر خواہش نفس کے مطابق زندگی گزارنا مقصدِ شریعت کے خلاف ہے، خاص حالات میں اگر کبھی ضرورت پیش ہو اور مقصد شریعت سے بھاگنا نہ ہو تو ایسا کرنے کی بقدر ضرورت گنجائش ہو سکتی ہے، لیکن مستقل ایسا کرنا شریعت کے احکام کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے جس سے سختی سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہے۔

## عزیمت

عزیمت، رخصت کے بالمقابل ہے۔ رخصت کی اجازت کے ساتھ ساتھ عزیمت کی ترغیب دی گئی ہے۔ شریعت میں رخصت کے ساتھ عزیمت کو بھی ذکر کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اصل حکم کیا ہے اور کس پر عمل اولیٰ ہے۔

### عزیمت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

لغت میں عزیمت کے مختلف معانی آتے ہیں:

(۱) یہ باب ضرب یضرب کا مصدر ہے، جیسے عزمه عزما، یعنی کسی کام کا پختہ عزم و ارادہ کرنا۔[41]

(۲) الصبر والجد: صبر و استقامت اختیار کرنا۔ جیسے اللہ تعالی کا قول:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ﴾(42)

(۳) القصد والارادۃ: کسی کا ارادہ کرنا۔ جیسے اللہ تعالی کا فرمان:

﴿فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا﴾(43)

امام غزالی رحمہ اللہ نے المستصفی میں عزیمت کی تعریف یوں بیان کی ہے:

ما لزم العباد بايجاب الله تعالى۔(44)

عزیمت وہ احکام ہیں جو بندوں پر اللہ تعالی کے واجب کرنے سے لازم ہوئے ہوں"

علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

العزيمة ماشرع من الاحكام الكليةابتداء۔(45)

"عزیمت وہ احکام ہیں جو ابتداءاللہ تعالی کی طرف سے بندوں پر لازم ہیں"

جیسے ظہر، عصر، عشاء کی چار رکعتیں اور رمضان کا روزہ ابتداءاللہ تعالی نے ہم پر لازم کیا ہے، اس لیے ان کو عزیمت کہیں گے۔

ان احکام کو عزیمت کہنے کی وجہ انکے سبب کا پختہ ہونا ہے اور سبب کی پختگی یہ ہے کہ ان احکام کے آمر اللہ سبحانہ و تعالی ہیں جنکی اطاعت ہم پر فرض ہے، وہ ہمارے معبود ہیں اس حیثیت سے انہیں اختیار ہے کہ اپنے بندوں پر جو چاہیں حکم لازم کریں۔

## عزیمت ورخصت میں اصل کیا ہے؟

عزیمت ورخصت میں اصل اور قابل ترجیح کیا ہے؟اس بارے میں علماءِ اصولیین کا اختلاف ہے بعض حضرات ہر حال میں عزیمت پر عمل کرنے کو افضل سمجھتے ہیں ہیں تو بعض رخصت کو قابل ترجیح قرار دیتے ہیں البتہ تطبیقی رائے یہ ہے کہ یہ فیصلہ مجتہد کی رائے پر منحصر ہے کیونکہ نہ تو ہر حال میں عزیمت پر عمل کرنا افضل ہے اور نہ ہی رخصت پر، بلکہ بعض حالات میں عزیمت قابل ترجیح ہوتی ہے اور بسا اوقات رخصت پر عمل کرنا اولٰی ہوتا ہے۔اور کبھی کبھار تو مجتہد کے لیے دونوں پر عمل کی جہت برابر ہو جاتی ہے۔

## عزیمت کی ترجیح کے دلائل

(۱)احکام شرعیہ میں اصل عزیمت ہی ہے یعنی جو حکم جس کیفیت اور شرائط کے ساتھ نازل ہوا اسی طرح اسے ادا کیا جائے۔ نیز عزیمت کی دلیل قطعی ہے،لہذا عزیمت پر عمل کرنا اولٰی وافضل ہے۔

(۲)تمام بندوں کے لیے اصل حکم عزیمت ہی ہے جبکہ رخصت عذر اور مجبوری کی حالت میں ایک استثنائی صورت ہے لہذا عزیمت کلی ہے اور رخصت جزئی ہے کلی اور جزئی میں تعارض کے وقت کلی مقدم ہو گی۔

(۳)اگر ہر موقع پر رخصت ہی کو اختیار کرنے کی ترغیب ہو تو لوگوں میں عزیمت پر عمل کرنے میں سستی اور لاپرواہی پیدا ہو جائے گی جو کہ مقاصدِ شریعت کے خلاف ہے لہذا عام حالات میں عزیمت کو اختیار کرنا افضل ہے۔

(۴)شریعت میں امر اور نہی کے تقاضوں پر عمل کرنے اور صبر واستقامت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ تکلیف ومشقت کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ﴾(46)

اس آیت میں غزوہ خندق کی منظر کشی کی گئی ہے جب کفار کے مختلف گروہوں نے چاروں اطراف سے مدینہ کو گھیر لیا تھا اور مسلمانوں پر ایک خوف کی کیفیت طاری تھی لیکن اس کے باوجود وہ ڈٹے رہے اور استقامت دکھائی جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے دشمن کو ذلیل ورسوا کیا۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے ان استقامت اختیار کرنے والے صحابہ کرام کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾(47)

"صحابہ کرام وہ مردان حق ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے وعدوں کو سچا کر دکھایا"

اب دیکھیے مذکورہ غزوہ میں مسلمانوں پر سخت حالات پیش آئے لیکن انہوں نے عزیمت کے راستے کو اختیار کرتے ہوئے استقامت دکھائی جس کے نتیجے میں نہ صرف ان کو فتح ملی بلکہ اللہ تعالی نے ان کی تعریف میں قرآن مجید کی آیات نازل فرمائیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے وقت صحابہ کرام نے جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ نیز مرتدین سے قتال کے وقت تمام قبائل عرب مسلمانوں کے مقابلہ میں تھے لیکن انہوں نے عزیمت کی راہ اختیار کی اور فتح یاب ہوئے۔ خلاصہ یہ کہ دین پر عمل کرنے اور اس کا دفاع کرنے کے لیے عزیمت کی راہ کو اپنانا لازم ہے۔

## رخصت کی ترجیح کے دلائل

(۱) رخصت دینے سے شریعت کا مقصد بندوں سے تکلیف اور حرج کو دور کرنا ہے، تاکہ احکامِ شرع کی بجاآوری میں انہیں مشقت نہ ہو لہذا رخصت کو ترجیح دینا مقاصدِ شریعت کی عین موافقت ہے۔

(۲) ہمیشہ عزیمت پر عمل کرنے اور رخصت کو اختیار نہ کرنے سے انسانی طبیعت میں اکتاہٹ اور دین سے بیزاری پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) قرآن وسنت میں امت سے حرج اور تکلیف کو دور کرنے سے متعلق بے شمار دلائل ہیں جو کثرت کی وجہ سے قطعیت کے درجے میں ہیں اور رخصت کو اختیار کرنے میں بندے اور شارع دونوں کے حق کی رعایت موجود ہے جبکہ عزیمت کو اختیار کرنے میں صرف شارع کے حق کی رعایت ہے اور اللہ تعالی کی ذات تو تمام جہانوں سے غنی اور بے پرواہ ہے اسے کسی کی عبادت اور کسی کے مشقت میں پڑنے کی حاجت نہیں۔ لہذا عزیمت اور رخصت کے اجتماع کی صورت میں رخصت کو اختیار کرنا افضل ہے۔

(۴)حدیث شریف میں رخصت پر عمل کرنے کو اللہ تعالی کا پسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے چنانچہ سنن بیہقی میں ہے:

ان اللہ یحب ان تؤتی رخصہ کما یکرہ أن تؤتی معصیتہ۔(48)

"بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی دی رخصتوں پر عمل کیا جائے، اسی طرح اس کو یہ بات ناپسند ہے کہ اس کی نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے"

لہذا رخصت پر عمل کرنا قابل ترجیح ہے۔

**خلاصہ بحث**

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام ایک جامع، مکمل اور آخری دین ہے۔ اسلام کے خصائص میں سے ایک امتیازی صفت "جامعیت" ہے یعنی قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں رہتی دنیا تک کے تمام مسائل کا حل موجود ہے جس میں امت کے ہر طبقہ اور فرد کا لحاظ رکھا گیا ہے اور اسے انسانی طاقت سے زیادہ اور مشکل کام کا مکلّف نہیں بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں بھی مشقت کا معاملہ پیش آیا شریعت نے اس میں تخفیف کر دی اور اس کام پر مجبور نہیں کیا۔ چنانچہ بعض احکام تو ایسے ہیں جہاں اس تخفیف پر عمل کرنا واجب اور ضروری قرار دیا گیا اور کہیں اس کا معاملہ عمل کرنے والے کی حالت پر چھوڑا دیا گیا۔

انسان کی طاقت اور ہمت کے پیش نظر شریعت نے دو طرح کے احکامات دیے ہیں: ایک کو عزیمت اور دوسرے کو رخصت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کس پر عمل کرنا افضل ہے؟ تو راجح یہ ہے کہ اسکا تعلق مسئلہ کی نوعیت اور مبتلا بہ سے ہے، کبھی تو عزیمت پر عمل کرنا افضل ہوتا ہے اور کبھی رخصت پر۔ شریعت کا عمومی مزاج تو یہ ہے کہ جہاں دو کاموں میں اختیار دیا جائے تو رخصت پر عمل کرنا اولیٰ ہوتا ہے اس لیے کہ سنت نبوی ﷺ بھی یہی ہے لیکن عزیمت پر عمل کرنے والے کو بھی اسلام کی نظر میں قابل ستائش سمجھا جاتا ہے۔

## نتائج وسفارشات

رخصت اور عزیمت میں سے کسی ایک کو راجح قرار دینا مشکل ہے بلکہ ہر ایک کی ترجیح بندوں کے احوال کے مناسب ہونی چاہیے، یعنی لوگوں کی صلاحیت اور حالات مختلف ہوتے ہیں، بعض لوگ ہر حال میں عزیمت کو ترجیح دیتے ہیں، بعض کمزور قویٰ کے مالک ہوتے ہیں وہ رخصت کو پسند کرتے ہیں، جبکہ بعض لوگ دونوں سے استفادہ کرتے ہیں، لہذا ہر ایک کے حالات کے مناسب مجتہد کی

بصیرت ہے کہ وہ کس کو ترجیح دے۔ جہاں عزیمت کو ترجیح دینا مناسب ہو وہاں عزیمت کو اختیار کرنے کا حکم دے اور جہاں رخصت پر عمل مناسب ہو وہاں رخصت پر عمل کرنے کا فتویٰ دے۔

جہاں تک مختلف مذاہب سے رخصتوں کو تلاش کرکے ان پر عمل کرنے کا تعلق ہے جسکا نتیجہ تلفیق کی صورت میں نکلتا ہے، اور اس سے مقصد شریعت کے احکام سے راہِ فرار اختیار کرنا اور نفسانی خواہشات کی اتباع ہو تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے، لیکن اگر مقصد احکام سے راہِ فرار اختیار کرنا نہ ہو بلکہ اس مسئلہ میں اپنے امام کی رائے پر عمل کرنا ممکن نہ ہو یا نہایت مشکل ہو تو شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے بامر مجبوری دوسرے فقیہ کی رائے پر عمل کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے مگر اسکا فیصلہ کرنا، ترجیح و فتوی دینا بھی فقہاء راسخین، علماءِ عابدین کا کام ہے۔ عوام الناس یا سطحی معلومات رکھنے والے نااہل لوگوں کو یہ اختیار دینے سے إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة کے نمونے ظاہر ہونگے۔ واللہ الموفق للسداد۔

## حوالہ جات

(1) القرآن، المائدہ:۳۔

(2) القرآن، الحج:۷۸۔

(3) القرآن، البقرۃ:۱۸۵۔

(4) سیوطی، عبد الرحمن جلال الدین، الأشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص:۷۶۔

(5) سیوطی، عبد الرحمن جلال الدین، الأشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص:۸۴۔

(6) القرآن، البقرۃ:۲۸۶۔

(7) الفیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر، المکتبۃ العلمیہ، بیروت، ۱/۲۲۳۔

(8) ابن النجار، محمد بن احمد، شرح الکوکب المنیر، مکتبۃ العبیکان، ۱۹۹۷، ۱/۴۷۸۔

(9) القرآن، المائدۃ:۶۔

(10) القرآن، النساء:۳۴۔

(11) القرآن، المائدۃ:۳۔

(12) القرآن، المائدۃ:۳۔

[13]رازی، فخر الدین، محمد بن عمر، المحصول فی علم الاصول، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض، ۱۴۰۰ھ، ۱/ ۱۵۴۔

[14]ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، الادب لابن ابی شیبہ، دار البشاء ر السلامیہ، لبنان، ۱۹۹۹، باب الاخذ بالرخص، رقم الحدیث: ۱۹۲۔

[15]مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، صحیح مسلم، دار الجیل، بیروت، طبع اول، ۱۴۳۴ھ، ۷/ ۹۰، باب علمہ باللہ تعالی وشدۃ خشیتہ، رقم الحدیث: ۶۲۵۵۔

[16]القرآن، النساء: ۲۸۔

[17]القرآن، البقرۃ: ۱۸۵۔

[18]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۲ھ، ۱/ ۱۶، باب الدین یسر، رقم الحدیث: ۳۹۔

[19]البانی، محمد ناصر الدین، صحیح الأدب المفرد للامام البخاری، مکتبہ دار الصدیق، اردن، ۱/ ۱۲۵۔

[20]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۲ھ، ۴/ ۶۵، باب باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب، رقم الحدیث: ۳۰۳۸۔

[21]القرآن، البقرۃ: ۱۷۳۔

[22]ابن ماجہ القزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار الفکر، بیروت، طبع اول، ۲/ ۷۷۰، باب من مر علی ماشیۃ قوم أو حائط ھل یصیب منہ ؟، رقم الحدیث: ۲۲۹۸۔

[23]القرآن، الأنعام: ۱۴۵۔

[24]القرآن، الأنعام: ۱۱۹۔

[25]ابو داود سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار الفکر، بیروت، ۲/ ۶۹۳، کتاب آلادب، باب فی الحسد، رقم الحدیث: ۴۹۰۴۔

[26]القرآن، البقرۃ: ۲۸۶۔

[27]القرآن، المائدۃ: ۶۔

[28]القرآن، الحج: ۷۸۔

[29]مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، صحیح مسلم، دار الجیل، بیروت، طبع اول، ۱۴۳۴ھ، ۴/ ۱۸۷، باب بیان أن تخییر امرأتہ لا یکون طلاقا إلا بالنیۃ، رقم الحدیث: ۳۷۶۳۔

[30]ابن رجب الحنبلی، عبد الرحمن بن احمد، جامع العلوم والحکم، دار المعرفۃ، بیروت، ص: ۲۶۹۔

[31]الغزالی، ابو حامد، محمد بن محمد، المستصفی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۳ء، ص: ۳۷۴۔

[32]علاء الدین العطار، فتاوی الامام النووی، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع ششم، ۱۹۹۶، ص: ۲۳۶۔

[33]ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینۃ النبویۃ، ۱۹۹۵ء، ۲۰/ ۲۲۰۔

[34]ابن القیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، مکتبۃ الکلیات الازہریۃ، مصر، ۱۹۶۸ء، ۴/ ۲۴۳۔

(35)ابن القیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، مکتبۃ الکلیات الازہریۃ، مصر، ۱۹۶۸ء، ۴/۲۳۱۔

(36)زرکشی، محمد بن عبداللہ، تشنیف المسامع، مکتبہ قرطبہ للبحث العلمی واحیاء التراث العلمی، قاہرہ، طبع اول، ۱۹۹۸ء، ۴/۶۲۰۔

(37)زرکشی، محمد بن عبداللہ، تشنیف المسامع، مکتبہ قرطبہ للبحث العلمی واحیاء التراث العلمی، قاہرہ، طبع اول، ۱۹۹۸ء، ۴/۶۲۱۔

(38)القرآن، البقرۃ:۱۸۵۔

(39)مسلم بن الحجاج، ابوالحسین، صحیح مسلم، دارالجیل، بیروت، طبع اول، ۱۴۳۴ھ، ۱/۱۴۱، باب فی الأمر بالتیسیر وترک التنفیر، رقم الحدیث:۴۶۲۶۔

(40)بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۲ھ، ۴/۱۸۹، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:۳۵۶۰۔

(41)رازی، محمد بن ابی بکر، مختار الصحاح، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۴ء، ۱/۴۲۳۔

(42)القرآن، الاحقاف:۳۵۔

(43)القرآن، طہ:۱۱۵۔

(44)غزالی، ابوحامد، محمد بن محمد، المستصفی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۳ء، ص:۷۸۔

(45)شاطبی، ابراہیم بن موسی، الموافقات، دار ابن عفان، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ۱/۴۶۴۔

(46)القرآن، الاحزاب:۱۰۔

(47)القرآن، الاحزاب:۲۳۔

(48)احمد بن حنبل، مسند احمد، مکتبہ مؤسسۃ الرسالہ، طبع دوم، ۱۹۹۹ء، ۱۰/۱۱۲، رقم الحدیث:۵۸۷۳۔

## English References


1- Al Quran,

2-Ahmad bin Hambal, Musnad Ahmad, Maktabah Muassasah Arrisalah,

3-Al adab ibn abi shaibah, Ibn Abi Shaibah,Darul bashar assalamia

4-Al ashbah wannazair, Jalaluddin soyyoti, darul kutob alilmiah

5-Al misbah al muneer,Ahmad bin Muhammad al fuyumi, maktabah ilmila,

6-Al mahsool fi ilmil usool, Fakhruddin Razi,Jamia imam Muhammad bin saud

7-Al mustasfa, Muhammad bin Muhammad al ghazali, Darul kutob al ilmiah

8-Al muwafqat. Ibraheem bin Musa Shatbi, Dar ibn Affan

9-Elamul Moqieen, Muhammad bin Abu bakar Al jauzi,Maktabah kulliyyat azhariah

10-Fatawa al imam nawavi, Alauddin Al attar,Darul Bashair Al islamiah

11-Jamiol Uloom wal hikam, Ibn Rajab Hambali,Darul Marifah

12- Muhmmad bin abdullah zarkashi,Tashniful Masame,Maktabah Qurtubah lil bahsil ilmi

13-Muhammad bin Muhammad Ghazali, AL mustasfa,Darul kutob Alilmiah

14- Mukhtarus Sihah, Muhammad bin Abi Bakar razi, Darul Kutob Al ilmiah

15-Majmoul Fatawa , Ahmad bin Abdul Haleem ibn taimiah, Majma Malik Fahad

16-Sahi adabul mofrad lil imam bukhari, Nasiruddin Albani, Darus Siddique.

17-Sahi Bukhari, Muhammad bin Ismail Bukhari, Dar Tauq al najat

18-Sahi Muslim, Muslim bin Hajjaj, Darul jail

19- Sharah kaukab al muneer, .Muhammad bin Ahmad ibnunnajjar,maktabah abekan

20- Sunan abi Dawood, Sulaiman bin ashas, Darul Fikar

21-Sunan ibn Majah, Muhammad bin yazeed,Darul Fikar